اَلْمُدَّثِّرُ کے معنی ''خفیہ راز'' تسلیم کئے جاسکتے ہیں اور کیا انیس کا ہندسہ کسی خفیہ راز کی نشاندہی کرتا ہے؟

قرآنِ مجید کا جواب ہے نہیں!

قرآنِ مجید کی سورۃ نمبر چوہتر کا نام اَلْمُدَّثِّرُ ہے۔ اصول یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو اس کے نام، خطاب سے ہم پکارتے ہیں اور دوسری زبانوں میں بھی اس کا نام تبدیل نہیں ہوسکتا کہ اسے اس کے نام کی بجائے اُس اسم کے اس زبان میں معنی ومفہوم سے پکارنا شروع کردیں۔ اگر آپ میرے متعلق انگریزی زبان میں کچھ لکھنا چاہتے ہیں تو اس کا عنوان میرے نام مظہر انوار نورانی کے الفاظ کے معنی اور مفہوم کو نہیں بنا سکتے۔ اسی طرح ہم امریکی صدر بُش (Bush) کو اردو زبان میں ''جھاڑی'' نام نہیں دے سکتے۔ اس لئے اس سورۃ کا نام اَلْمُدَّثِّرُ لکھنے کی بجائے انگریزی زبان میں ["The Hidden Secret", "The Hidden one"] کے نام (Title) سے بیان کرنا ایک مذموم حرکت ہے۔ راشد خلیفہ کی پراسراریت کے انداز بیان سے متاثر ذہنوں کے غور وفکر کیلئے ایک سادہ بات یہ ہے کہ اس سورۃ کا عنوان ''ایک خفیہ راز'' کیونکر تصور کیا جاسکتا ہے جب اَلْمُدَّثِّرُ اسم فاعل واحد مذکر ہے اور سورۃ کی پہلی ہی آیت میں اِن اسم فاعل واحد مذکر کو مخاطب کیا گیا ہے؟ اَلْمُدَّثِّرُ کو پکارا، ندا دی گئی يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ اللہ رب العزت نے آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ کو اَلْمُدَّثِّرُ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

اَلْمُدَّثِّرُ اسم فاعل واحد مذکر ہے۔ اس خطاب کا مادہ ''د ث ر'' اور معنی وہ کپڑا ہیں جو آدمی اپنے لباس کے اوپر اوڑھ لے۔ شِعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن (جلد) سے ملا ہوتا ہے اور دِثار وہ کپڑا جو اوپر سے پہنا یا اوڑھا جاتا ہے۔ درختوں کے حوالے سے استعمال ہو تو اس کا مفہوم پتوں کا نکلنا اور سبز شاخیں پھیلنا ہوتا ہے جو ٹہنیوں کو ڈھانپ دیتے ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی چیزوں کا اوپر تلے آجانا، تہہ بہ تہہ جم جانا یا اوپر چڑھ جانا ہیں۔

جسم عورت کا ہو یا مرد کا، اس کی اپنی عفت ہے۔ لباس جسم کو ڈھانپ دیتا ہے۔ لباس کا مقصود کیا ہے؟

جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِبَاسًا (حوالہ الفرقان۔۴۷) اور اس بات کو سورۃ النباء کی آیت ۱۰ میں فرمایا

وَجَعَلْنَا ٱلَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾ ''اور ہم نے رات کو (تمہارے لئے مانند) لباس بنایا''۔ لباس وہ ہے جو جسم کو تاریکی کا لبادہ اوڑھا کر نظروں سے اوجھل کرے۔ رات تاریک ہوتی ہے جو اشیاء کو نظروں سے اوجھل کردیتی ہے اور لباس کا یہی مفہوم اور مقصد ہے۔

ہم شئے اور جسم کو اس وجہ سے دیکھتے ہیں کہ روشنی کی شعاعیں اس سے ٹکرا کر ہماری آنکھوں میں آتی ہیں۔ بالباس ہونے کے باوجود انسانی جسم کے خدوخال، نشیب وفراز انسان اور شیطان کی نگاہ میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ سے فرمایا کہ عورتوں کو حکم دیں

وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ''اور اپنے گریبانوں (سینے، جس کی اپنے آپ میں نمایاں چیز ابھار ہیں) پر چادر، اوڑھنی ڈال لیں'' (حوالہ النور۔۳۱)۔ آقائے نامدار ﷺ سے سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ میں یہ بھی فرمایا کہ حکم دیں:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ

''اے نبی (ﷺ)! آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہیں کہ (باہر نکلیں تو) اپنے اوپر اپنی چادریں ڈال لیں''

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ وہ بات نہ کہا کرو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ آقائے نامدار ﷺ سے مومنین عورتوں کو کہلوایا گیا کہ نامحرم مردوں اور غیر عورتوں کے سامنے لباس کے اوپر سینے پر چادر اوڑھ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے سینے پر اس کی زینت ابھار بنائے ہیں جنہیں لباس نگاہوں سے اوجھل نہیں رکھ سکتا کہ ابھرے ہوئے ہونے کی بناء پر اپنے آپ سے ظاہر ہیں۔ اس لئے حتی الامکان ان کو نگاہوں سے اوجھل رکھنے کیلئے سلے ہوئے لباس کے اوپر ان سلی چادر اوڑھنے کا حکم دیا (جسم اور چادر کے درمیان ہوا کی موجودگی ابھار کو چھپانے میں ممدومعاون ہوگی)۔ سینے پر چادر خواتین کے جسم کو تقدس، عفت اور حیا عطا کرتی ہے۔ چادر ان پر پڑنے والی بے حیا نگاہوں کو ان کے عفت مآب جسم پر پھسلنے سے روک دیتی ہے۔

اور میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ کے جسم مبارک سے بڑھ کر کوئی بھی جسم عفت مآب نہیں اور ان سے بڑھ کر کوئی محتاط بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ سے وہی بات کہلواتے ہیں جس پر وہ خود عمل پیرا ہیں۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُدَّثِّرُ ''اے چادر اوڑھ کر سونے والے''۔

میرے آقا پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔ قرآنِ مجید کے نزول سے قبل ''ان پڑھ'' تھے کہ کتاب کو پڑھنا اور لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن اس وقت بھی علم وادراک کی ان بلندیوں پر تھے جنہیں جاننے کیلئے انسان کو نہ جانے کتنی صدیاں اور درکار ہوں گی۔ آقائے نامدار ﷺ پر نازل فرمائے گئے قرآنِ مجید میں فرمان ہے

سَنُرِيهِمۡ ءَايَـٰتِنَا فِى ٱلۡأَفَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمۡ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ أَنَّهُ ٱلۡحَقُّ

''ہم قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں پنہاں حقیقتیں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ (قرآنِ مجید) بیانِ حقیقت ہے''۔

میرے آقا کو نزولِ قرآنِ مجید سے قبل بھی اپنی ذات میں پنہاں حقیقتوں کا علم تھا۔ اور ان سے وہ محتاط تھے۔ جسم مبارک کو چادر میں لپیٹ کر سونے میں احتیاط ہی کا پہلو ہے۔ انسان نیند میں اپنے جسم سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کے بعض اعضاء من مانی کر سکتے ہیں۔ چادر میں لپٹے انسان کے جسم کی ''عفت'' حالت نیند کی غفلت میں بھی دوسروں سے پنہاں اور محفوظ رہتی ہے۔ اللہ رب العزت نے آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ کی جسم مبارک کو لپیٹ کر سونے کے انداز اور عادت کو اتنا پسند فرمایا اور لائق اہمیت جانا کہ اسے ان کیلئے اسم ندا بنا دیا۔ اور ہمیں واضح فرما دیا کہ ہمارے آقا کی زندگی میں غفلت کا لمحہ کبھی نہیں آیا۔ آقائے نامدار پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔

انسان اس وقت تک طفل کی حد میں شمار ہوتے ہیں جب تک عورت کے پردے کی باتوں (جنسی اعضاء، معاملات) سے آگاہ ہونے کی عمر کو نہیں پہنچتے اور اسی بناء پر سورۃ النور کی آیت ۳۱ میں بتایا

أَوِ ٱلطِّفۡلِ ٱلَّذِينَ لَمۡ يَظۡهَرُواْ عَلَىٰ عَوۡرَٰتِ ٱلنِّسَآءِۖ کہ ایسے بچوں کے سامنے عورتوں پر پابندی نہیں کہ وہ اپنے لباس کے اوپر سینے پر ڈالی ہوئی اضافی اوڑھنی اتار دیں جنھیں ابھی جنسی معاملات کا شعور نہیں۔ اس کے بعد طفل نہیں رہتے

وَإِذَا بَلَغَ ٱلۡأَطۡفَٰلُ مِنكُمُ ٱلۡحُلُمَ

''اور جب تم میں سے اطفال بلوغت کی حد میں داخل ہوں'' (حوالہ النور۔ ۵۹)۔

ٱلۡحُلُمَ کے معنی ہیں ''خواب میں احتلام، یعنی جنسی منتہا (orgasm) تک پہنچنا''۔ یہ سن تمیز وبلوغت (adolescence) ہے جس کے شروع ہونے پر انسان کو اس کا پہلی مرتبہ تجربہ، احساس ہوتا ہے۔ حیوانوں کے رویوں پر تحقیق کرنے والوں کا خیال ہے کہ خواب میں اس کیفیت سے صرف انسان دوچار ہوتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جانوروں کے بچے اپنے ''بڑوں'' کو اس کام میں ملوث ہوتے دیکھتے رہتے ہیں اور انسانوں کے ہاں یہ فعل تنہائی اور تقدس کا پہلو لئے ہوئے ہے اور بچوں کی نگاہوں میں اسے نہ آنے دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ سن تمیز وبلوغت (adolescence) یعنی ٱلۡحُلُمَ کی کیفیت کو جان لینے والے بچوں کو جنسی معلومات کے متعلق مواد اور تعلیم بہم پہنچانا بڑوں کا فرض ہے تاکہ وہ اپنی تنہائی میں ذاتی طور پر اس کے اسرار ورموز کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں اور بے راہ روی میں پڑنے کے خطرے سے بچ سکیں۔ اور بچے جب اس عمر میں پہنچیں تو آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ کی بہت زیادہ احتیاط برتنے اور لیٹتے وقت جسم مبارک کو چادر میں لپیٹ کر رکھنے کی عادت مبارک کی تقلید اور پیروی میں والدین کو چاہئے کہ اپنے بیٹوں کو رات کے وقت چادر اوڑھ کر کروٹ کے بل سونے کی عادت پر راغب کریں۔ بالغ ہونے پر نیند کی غفلت میں مرد کے جنسی عضو میں بغیر خواہش اور احساس کے چار پانچ مرتبہ ابھار اور تناؤ پیدا ہوتا ہے جس کا دورانیہ پندرہ پندرہ منٹ رہتا ہے۔

The penis has two states, flaccid and erect. The difference betw een the two depends on the filling of the penile chambers with blood up to the level of pressure in the ma jor arteries of the body. If not sexually active, normal men are flaccid about 23 hours of the day, with approxima tely one aggregate hour of erection occurring during a part of rapid eye movement (REM) sleep. Men average four or five REM erections a night, each lasting about 15 minute s. The cause and function of these erections are not known, The frequency of REM erections usually diminishes with age. (Microsoft® Encarta® Reference Library 2003).

یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ انسانوں کی اکثریت کے مشاہدے اور علم میں یہ بات نہیں تھی کہ نیند کی غفلت میں عضو تناسل ایک گھنٹے یا اس سے بھی زیادہ دیر کیلئے ابھار اور تناؤ کی حالت میں ہوتا ہے جس کی وجہ سے دوسرے جاگتے ہوئے لوگوں اور شیطان کی نگاہ میں عیاں ہوتا ہے کہ ابھار کی بناء پر جسم کا لباس اسے چھپانے سے معذور ہوتا ہے۔ لیکن مردوں کی اکثریت کے مشاہدے اور علم میں یہ بات ہمیشہ سے ہے کہ صبح کے وقت نیند سے بیدار اور ہوشیار ہونے سے قبل ایسا ہوتا ہے۔ مگر اس بات پر کتنوں نے توجہ دی ہو گی کہ اس بناء پر چادر اوڑھ کر کروٹ کے بل سونا چاہئے؟ غفلت اور احتیاط میں فرق اور فاصلہ بہت طویل ہے۔ حیا ہر لمحہ احتیاط کی طالب ہے۔ میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام جو نہ زمین پر کبھی غافل ہوتے ہیں اور نہ افق اعلیٰ اور اس سے پار کی وسعتوں میں۔ احتیاط اور حیا علم ومعرفت کی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے نزول سے قبل آقائے نامدار، نبی امی ﷺ کی علم ومعرفت کی بلندیوں کو واشگاف الفاظ میں افشاء کر دیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نزول قرآنِ مجید سے قبل کیا تھے؟ اَلْمُزَّمِّلُ اور اَلْمُدَّثِّرُ۔ ہمارے رب نے ہمارے آقا، آقائے نامدار ﷺ کو ان ناموں سے پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو ان ناموں سے خطاب کرنا آپ ﷺ کے علم ومعرفت کا اعتراف بھی ہے اور واشگاف اعلان بھی۔ اَلْمُزَّمِّلُ کا مادہ ”ز م ل“ ہے جس کے معنی بہت زیادہ احتیاط برتنے والے شخص کے ہیں۔

قرآنِ مجید کی سورۃ اَلْمُدَّثِّرُ کا عنوان (Title) ”خفیہ راز“ (The Hidden Secret) رکھنے کے بعد راشد خلیفہ نے اپنی تصنیف "Mathematical Miracle of Quran" میں اس سورۃ کی آیت ۲۵ میں انیس (۱۹) کے ہندسہ کو ”خفیہ راز“ قرار دیا اور قرآنِ مجید کو سمجھنے کی ”کنجی“ گمان کر کے خود بھی بہکا اور بعض لوگوں کو بہکانے میں کامیاب بھی ہوا۔ بظاہر محدثین اور احادیث کو ماننے والوں کی نفی کرنے کیلئے راشد خلیفہ نے قرآنِ مجید کو اول ترجیح قرار دیا لیکن اس کا مقصود دھوکا دینا تھا۔ وہ فاسق تھا کہ اس کا انداز فاسقین والا تھا۔ میں محدثین اور روایت پسند کی وکالت نہیں کر رہا لیکن ان کی بعض باتوں کو رد کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ آپ

قرآنِ مجید کی آیات مبارکہ کے الفاظ کو قرآنِ مجید ہی کے متعین کردہ معانی اور مفہوم سے ماوراء جدیدیت پسند راشد خلیفہ یا جناب غلام احمد پرویز کی طرح اپنے من مانے معنی اور مفہوم دینا شروع کر دیں۔ یہ انداز محدثین کی نفی کرنے میں تو شاید ممد و مددگار نہ بن سکے لیکن گمراہی کی راہ ضرور ہموار کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے کلام ہی کو بنیاد بنا کر اگر بعض لوگ دوسروں کو نت نئی باتیں بتاتے ہیں تو ضروری نہیں کہ یہ عمل نیک اعمال میں شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بات، ہدایت ہی کے حوالے سے آدم علیہ السلام سے ابلیس نے بھی بات کی تھی۔ اور آدم علیہ السلام کو ابلیس فریب دینے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ اس ممنوعہ شجر کے متعلق ابلیس کی اختراع کردہ باتوں سے اس شجر کے متعلق اصل بات، ہدایت کو ارادے کے بغیر بھی بھول گئے۔

آقائے نامدار ﷺ کے پاس موجود جس صاحب حیثیت شخص نے ایک اندھے کے آنے پر تیوری چڑھائی تھی، تکبر سے پیٹھ پھیری تھی اور گفتگو کو ختم کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''یہ بات ماسوائے ایک بشر کے قول کے کچھ نہیں'' اس کے متعلق بتایا کہ اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ ''اس پر انیس (داروغہ) مقرر ہیں۔
وَمَا جَعَلْنَآ أَصْحَـٰبَ ٱلنَّارِ إِلَّا مَلَـٰٓئِكَةً اور ہم نے ملائکہ کو ہی دوزخ کے داروغے بنایا ہے'' (حوالہ المدثر۔ ۳۰،۳۱)

آیات مبارکہ میں دوزخ کے متعلق سیدھے سادے انداز میں خبر، اطلاع دی گئی ہے کہ ان سخت اور تندخُو ملائکہ کی تعداد انیس ہے جنہیں ''آگ، دوزخ'' کے أَصْحَـٰبَ ٱلنَّارِ یعنی داروغے مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں خفیہ راز کہاں ہے؟ دوزخ پر مقرر کئے گئے أَصْحَـٰبَ ٱلنَّارِ کی تعداد انیس ہے تو أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ (وہ لوگ جنہوں نے دوزخ میں جانا ہے) بھی قرآنِ مجید میں انیس مرتبہ آیا ہے (البقرۃ ۳۹، ۸۱، ۲۱۷، ۲۵۷، ۲۷۶۔ آلِ عمران ۱۱۶، المائدہ ۲۹، الاعراف ۳۶، ۴۴، ۴۷، ۵۰۔ یونس ۲۷، الرعد ۵۔ الزمر ۸، غافر۔ ۶، ۴۳، المجادلۃ ۱۷، الحشر ۲۰، التغابن ۔ ۱۰)۔ جس صاحب حیثیت شخص کو دوزخ میں پھینکنے کے متعلق بتاتے ہوئے انیس دروغوں کی بات ہوئی ہے اس نے قرآنِ مجید کے متعلق کہا تھا کہ (معاذ اللہ) یہ قولِ بشر ہے۔ لیکن أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ کا انیس مرتبہ جن آیات میں ذکر ہوا ہے ان میں ایسے لوگوں کا حوالہ نہیں آیا جو قرآنِ مجید کے متعلق کہتے ہیں ''یہ قول بشر ہے'' یا ''یہ پرانے لوگوں کی کہانیاں ہے''۔ قرآنِ مجید کی آیات کو جھٹلانے والوں کو أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ بتایا گیا ہے جس سے واضح ہے کہ اس قسم کے اقوال جھٹلانے اور انکار کرنے ہی کے زمرے میں آتے ہیں اور انکار کرنے کیلئے محض بہانے کے طور پر کہے جاتے ہیں وگرنہ کسی بھی شخص یا کتاب کی بات کو جھٹلانے کیلئے دلیل اور ثبوت دینا پڑتا ہے۔

دوزخ پر متعین ملائکہ کی تعداد بتانے سے کیسے پریشانی لاحق ہوسکتی ہے؟

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا۟

''اوران کی گنتی (تعداد،۱۹) کومقرر کرنا انکار کرنے والوں کوتاؤ دینااور جلانا ہے''۔

اورایک دوسری وجہ یہ بھی بتائی:

وَلِيَقُولَ ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْكَـٰفِرُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَـٰذَا مَثَلًا ۚ

''اوروہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے (منافقین) اور جوکافر ہیں کہہ دیں ''اس مثال سے اللہ کاارادہ کیا ہے؟''

منافقین اورانکارکرنے والے (کافر) الگ شناخت، پہچان کے حامل ہیں

إِنَّ ٱللَّهَ جَامِعُ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ وَٱلْكَـٰفِرِينَ فِى جَهَنَّمَ جَمِيعًا

''یقین جانو کہ اللہ تمام کے تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے'' (حوالہ النساء۔۱۴۰)

وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ وَٱلْمُنَـٰفِقَـٰتِ وَٱلْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَـٰلِدِينَ فِيهَا ۚ (حوالہ التوبہ۔۶۸)

''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار کو آگ (دوزخ) میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے''

اللہ تعالیٰ نے مثال دینے کے متعلق فرمایا

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْىِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ

''بیشک اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا کہ مادہ مچھر یااس سے بھی چھوٹی مادہ کی مثال دے''

وَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَـٰذَا مَثَلًا ''اور جنہوں نے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں ''اس مثال سے اللہ کا ارادہ کیا ہے؟'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)۔قرآنِ مجید میں مادہ مچھر یااس سے بھی چھوٹی مادہ کی مثال دینے کے متعلق کفار کے رویئے کے برعکس ایمان والوں کا یقین کیا ہے؟ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ

''اور جنہوں نے تسلیم کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کے رب کی جانب سے بیانِ حقیقت ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)۔

اہل ایمان کا شیوہ ہے کہ قرآنِ مجید میں بیان کردہ بات کو حرف آخر اور بیانِ حقیقت سمجھتے اور مانتے ہیں۔مثال سامع کیلئے بات کو زیادہ واضح اور نکھار دینے کیلئے ہوتی ہے تاکہ سمجھنے اور ادراک میں آسانی ہو۔مثال ظاہری مماثلت اور محسوس حوالے سے ہوتی ہے جو

عام اور کم فہم لوگوں کیلیئے بھی بات کو واضح کرنے کا موجب بنتی ہے۔ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ أَن تَضِلُّواْ ''اللہ لوگوں کو بھٹکنے سے بچانے کیلیئے باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے'' (حوالہ النساء۔۱۷۶)۔ لیکن تشبیہ ایسی مماثلت کی نشاندہی کرتی ہے جو پنہاں، مخفی ہوتی ہے اس لئے عام اور کم فہم لوگوں کیلیئے جن کی یاداشت میں مطلوبہ معلومات کا ذخیرہ نہیں ہوتا تشبیہ سے بات کی حقیقت تک پہنچنا مشکل ہوتا ہے تشبیہ ان لوگوں کو سمجھ آئے گی جو راسخ العلم ہیں، جن کے پاس اس چیز کے متعلق تمام معلومات ہیں جس سے کسی بات کی تشبیہ دی گئی ہو۔مادہ مچھر کی مثال اور دروغوں کی تعداد بتائے جانے کے متعلق کفار اور منافقین اس مخمصے اور کھوج میں لگ جاتے ہیں کہ یہ مثال، اطلاع دینے میں پنہاں ارادہ کیا ہے۔ یہ لوگ مثال سے بات کو نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ دونوں کے مابین مماثلت کے حوالے سے سوال اٹھاتے ہیں بلکہ دونوں سے صرف نظر کرتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ مثال دینے میں ارادہ کیا ہے اور پھر اپنے تخیل سے اسے تلاش کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ فرمائی:

يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرٗا وَيَهۡدِي بِهِۦ كَثِيرٗاۚ

''وہ اسی مثال سے بہتوں کو گمراہ رہنے دیتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخش دیتا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)۔

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ ٱللَّهُ مَن يَشَآءُ وَيَهۡدِي مَن يَشَآءُۚ

''اس طرح اللہ اسے گمراہ رہنے دیتا ہے جو یہی چاہتا ہے اور اسے ہدایت بخشتا ہے جو اس کا خواہشمند ہے'' (حوالہ المدثر۔۳۱)۔

خبردار! معاذ اللہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کر کے کسی کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ أَن تَضِلُّواْ ''اللہ لوگوں کو بھٹکنے سے بچانے کیلیئے باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے''۔ دانستہ غفلت اور گمراہی اختیار کرنا انسان کے اپنے فیصلے اور ارادے کا نتیجہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا

وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلۡفَٰسِقِينَ ○

''اور اللہ تعالیٰ اس مثال سے گمراہ نہیں رہنے دیتا سوائے انہیں جو فاسقین ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

گمراہ کو ہدایت نہ دینے کا مفہوم یہی ہے کہ اسے گمراہ ہی رہنے دیا جائے۔ دانستہ گمراہی اختیار کرنے والے کو فاسق کہتے ہیں

وَٱللَّهُ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلۡفَٰسِقِينَ

''اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا'' (حوالہ المائدہ۔۱۰۸، التوبہ ۲۴، ۸۰، الصف ۵)

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلۡفَٰسِقِينَ ○

''بیشک اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا'' (حوالہ المنافقون۔۶)

فاسقین میں کون کون شامل ہیں؟

إِنَّ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ ۝

''یقیناً منافقین فاسق ہیں'' (حوالہ التوبہ۔۶۷)

اللہ تعالیٰ ان کو گمراہ ہی رہنے دیتا ہے۔لیکن کیوں؟

أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ

''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۶)۔

اور بعض لوگوں کے متعلق یہ تلخ حقیقت بھی بتائی ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ

''بے شک جو لوگ اسے چھپاتے ہیں جو اللہ نے کتاب میں سے نازل کیا ہے

اور اس کے عوض تھوڑا سا نفع (دنیاوی مفاد، نام، شہرت) حاصل کرتے ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۷۴)

یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب کی باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں لیکن لوگوں سے دانستہ چھپاتے ہیں۔ان لوگوں کے متعلق بھی یہی فیصلہ سنایا

أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ

''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۷۵)

ہدایت اور گمراہی میں سے انتخاب انسان کا اپنا فعل اور سوچے سمجھے ارادے کا نتیجہ ہے۔سورۃ المدثر کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر اور مفہوم ظاہری شکل وصورت میں خود راشد خلیفہ کی ذات ہے۔اُس نے معمولی دنیاوی شہرت ونام کیلئے گمراہی کو ہدایت کے عوض دانستہ خریدا۔ ٱلْمُدَّثِّرُ کو دانستہ ''خفیہ راز'' کا عنوان دیا اور پھر ایک سیدھی سادی اطلاع کو اہل ایمان کی طرح بیان حقیقت ماننے کی بجائے منافقین کی طرح اس جستجو میں لگ گیا کہ ''اللہ تعالیٰ کا اس مثال دینے میں ارادہ کیا ہے؟'' اور پھر یہ دعویٰ کر دیا کہ اس ''خفیہ راز'' کو ''طشت از بام'' کرنے کی ذمہ داری اسے سونپی گئی ہے۔دانستہ گمراہی خریدنے والوں کی گفتگو اور استدلال اس قدر احمقانہ ہوتا ہے کہ ان سے کسی بحث میں الجھنا بھی وقت کا ضیاع ہے۔ایک مثال پر اکتفا کروں گا۔راشد خلیفہ محدثین اور روایات کا سخت مخالف تھا لیکن اپنی ''حیثیت'' کو بتدریج ''بلند'' کرنے کیلئے بعض ایسی روایات کا سہارا لیا جو قرآنِ مجید کی رو سے قطعاً بے سروپا ہیں۔ایک روایت کے مطابق ''قیامت کی نشانیوں'' میں سے ایک یہ ہے کہ زمین سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے کلام کرے گا۔آج ہمارے اطراف میں پھیلے جانوروں میں ہم میں سے ءَايَـٰتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ یقین کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔لیکن اکثر لوگ غافل ہیں۔

وَإِذَا وَقَعَ ٱلْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ ''اور جس وقت ان پر (وعدے کا وقت) وہ

وعدہ ثابت ہو چکا ہوگا تو ہم ان کیلئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے"۔ وَقَعَ واحد مذکر غائب ماضی معروف ہے۔ إِذَا ظرف زمان ہے "جب، جس وقت"۔ اس طرح واضح ہے کہ یہ قیامت کی نشانی کی بات نہیں ہے بلکہ عین قیامت والے دن کا واقعہ ہے کہ اس دن زمین میں سے ایک جانور نکالا جائے گا۔ کس لئے؟ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ ٱلنَّاسَ كَانُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا لَا يُوقِنُونَ ٥ جو ان سے کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیات (قرآنِ مجید+نشانیوں) پر یقین نہیں کرتے تھے" (النمل۔۸۲)۔

راشد خلیفہ کا "ترجمہ اور تفسیر" یہ ہے

{"At the right time, we will produce for them a creature, made of eartly materials, declaring that people are not certain about our revelations"

Foot Note: "The computer was required to unveil the Quran's mathematical miracle, and it proved that most people have discarded God's message"}

قرآنِ مجید کی سورۃ النمل کی آیت مبارکہ ۸۲ کو پڑھنے کی بجائے اسی روایت کے زیر اثر راشد خلیفہ نے "زمین میں سے جانور نکالے جانے" کو "قیامت کی نشانیوں" میں سے ایک سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ پوری ہو چکی ہے اور قرار دیا کہ زمین میں سے نکالا جانے والا وہ دَآبَّةً کمپیوٹر ہے۔ کیا راشد خلیفہ کو گمراہ اور فاتر العقل قرار دینے کیلئے کسی اور ثبوت کی ضرورت ہے؟ کیا آپ میں اتنی جرأت ہے کہ چار آدمیوں میں بیٹھ کر کمپیوٹر کو دَآبَّةً کہہ سکیں؟ میں جانتا ہوں آپ نہیں کہیں گے

وَٱللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّن مَّآءٍ

"اور اللہ ہی نے تمام دَآبَّةً جانوروں کو پانی میں سے پیدا کیا

فَمِنْهُم مَّن يَمْشِى عَلَىٰ بَطْنِهِۦ

اب ان میں کوئی اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے (reptiles)

وَمِنْهُم مَّن يَمْشِى عَلَىٰ رِجْلَيْنِ

اور ان میں کوئی جانور دو پاؤں پر چلتا ہے

وَمِنْهُم مَّن يَمْشِى عَلَىٰٓ أَرْبَعٍ

اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے" (حوالہ سورۃ النور۔۴۵)

دَآبَّةٍ یعنی جانوروں اور پرندوں کوایک دوسرے سے ممیّز کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان میں ہر ایک مختلف نسل (Species) سے تعلق رکھتا ہے۔ارشادفرمایا

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا طَـٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُم

''اور زمین میں کوئی جانور ایسا نہیں، نہ کوئی دو پروں پر اڑنے والا پرندہ ہے مگر وہ سب تمہارے مثل جماعتیں (Species) ہیں۔

مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَـٰبِ مِن شَىْءٍ

ہم نے (اپنی) کتاب میں کسی شئے (کے بیان) میں کمی نہیں چھوڑی'' (الانعام۔۳۸)

اللہ تعالیٰ نے منافق، فاسق اور گمراہ کے متعلق بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ کے ساتھ راشد خلیفہ نے بغض اور کینہ رکھا جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا۔میرے آقا کے نام مبارک سے منسوب سورۃ محمد ﷺ کی آیت ۲۹ میں فرمایا:

أَمْ حَسِبَ ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ ٱللَّهُ أَضْغَـٰنَهُمْ ﴿٢٩﴾

''کیا جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کے بغض، کینوں کو باہر نہیں نکالے گا (ظاہر نہیں کرے گا)؟''۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنَـٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَـٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِى لَحْنِ ٱلْقَوْلِ

''لیکن اگر ہم چاہیں تو آپ (ﷺ) کو وہ لوگ دکھادیں پھر آپ ضرور انہیں ان کے حلیوں سے پہچان لیں گے۔

اور آپ ضرور انہیں ان کی بات کے انداز سے پہچان لیں گے'' (حوالہ سورۃ محمد ﷺ آیت۔۳۰)۔

ہم نے دیکھ لیا کہ راشد خلیفہ جھوٹ بولتا تھا۔لیکن یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ جھوٹ کی عادت نفاق تک نہیں پہنچاتی۔جھوٹ سبب نہیں ہے نفاق کا۔ بلکہ جھوٹ بولنا نفاق کا نتیجہ ہے۔جھوٹ سبب نہیں ہے ان کے دل میں پوشیدہ بیماری کا بلکہ نتیجہ اور پہچان ہے ان کی بیماری کا۔ایک حدیثِ مبارکہ کے مطابق منافق کی دوسری نشانیوں کے علاوہ ایک پہچان یہ ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اور اعلان کرنے والا متقین کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔ لیکن اقرار اور اعلان کرنے والا ایک شخص جھوٹا بھی ہو سکتا ہے

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَبِٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

''اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں ''ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے ہیں'' لیکن در حقیقت وہ مومن نہیں ہیں'' (البقرۃ۔۸)

إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ۗ

''جب منافق آپ (ﷺ) کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں''

وَٱللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ

اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ آپ (ﷺ) یقیناً اس کے رسول ہیں

وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَكَٰذِبُونَ ۝

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں'' (سورۃ المنافقون۔۱)

(جائے غور ہے کہ ہمارے لئے جنت کا راستہ اتنا مختصر سا ہے۔ آقائے نامدار، رحمت للعالمین ﷺ کو رسول اللہ'' کہنے'' کے بعد انہیں رسول اللہ'' جاننے'' کا فاصلہ طے کر لیں تو ہم جنت کے دروازے پر دستک دے رہے ہوں گے، انشاء اللہ۔ ہمارے'' کہنے'' کا تعلق زبان سے ہے اور ہمارا عمل'' جاننے'' کو ثابت کرے گا)

مفاد پرستانہ روش اور آقائے نامدار خاتم النبیین رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے معمولی سا بھی کینہ، عداوت، بغض اور ان پر بداعتمادی لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری کو جنم دیتی ہے۔ أَضْغَٰنَهُمْ کا مادہ ''ض غ ن'' ہے جس کے معنی شدید کینہ، سخت عداوت، انتہائی بغض ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی کجی یا ٹیڑھ پن کے ساتھ کسی چیز کو ڈھانپ دینا ہوتے ہیں۔ ٹیڑھا اور مستور ہونے کے حوالے سے کینہ اور عداوت کو کہتے ہیں۔ کتنی خطرناک، گھناؤنی اور ناپسندیدہ ہے یہ ''دلوں کی بیماری''! اس کا اندازہ اس سے لگالیں کہ آقائے نامدار ﷺ اگر ستر بار بھی ان منافقین کے لئے مغفرت مانگیں تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا (حوالہ التوبہ۔۸۰)۔ اس سے زیادہ بدبختی کیا ہوسکتی ہے کہ رحمت للعالمین ﷺ کی ستر بار کی مغفرت بھی کسی کو عذاب سے نہ بچا سکے۔ ربُّ العالمین جسے اپنی رحمت کا مظہر رحمت للعالمین ﷺ بنائے انہی سے کینہ، عداوت، بغض اور بداعتمادی! انجام یہ نہ ہو تو کیا ہو!

إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ

''بیشک منافقین کا ٹھکانہ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا''۔

علاج خود مریض کے پاس ہے! توبہ اور اصلاح کرلیں (حوالہ سورۃ النساء آیت ۱۴۵۔۱۴۶) اور آقائے نامدار ﷺ پر درود و سلام بھیجیں۔

قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے۔ اس میں شناخت، پہچان، تعارف، نام کے حوالے سے انسانوں کے سات گروہوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱلَّذِينَ هَادُواْ وَٱلصَّٰبِـِٔينَ وَٱلنَّصَٰرَىٰ وَٱلْمَجُوسَ وَٱلَّذِينَ أَشْرَكُوٓاْ

''بیشک جو ایمان لائے، اور یہودی (جنہوں نے یہودیت اختیار کی)، اور صابئین، اور نصاریٰ، اور مجوسی اور مشرک

إِنَّ ٱللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ

بیشک اللہ ان (چھ گروہوں) کے مابین روز قیامت کو فیصلہ کرے گا'' (حوالہ الحج۔۱۷)

زمان کے ہر دور میں رسولوں کی بات کو تسلیم کر کے لوگ ایمان لاتے رہے ہیں۔ زمان ایمان والوں سے کبھی خالی نہیں رہا۔ انسانوں کا ایک گروہ ایمان والے یعنی مومن ہیں۔ دوسرا گروہ یہودی ہیں، تیسرا گروہ صابئین ہیں۔ چوتھا گروہ نصاریٰ ہیں۔ پانچواں گروہ مجوس ہیں۔ چھٹا گروہ مشرکین (اصنام پرست) ہیں۔ يَفْصِلُ کا مادہ ''ف ص ل'' ہے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان اس روک کے ہیں جو یہ بتادے کہ یہاں تک پہلی چیز ختم ہوگئی اور اس کے بعد دوسری چیز شروع ہوگئی۔ دو چیزوں میں سے ایک کو دوسری سے اس طرح الگ کر دینا کہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور اس طرح ایک دوسری سے الگ اور متمیز ہو جائے۔ فیصلہ کن بات۔ جدا جدا کر دینا۔ یہ چھ گروہ ہیں جن کے مابین اللہ تعالیٰ روز قیامت فیصلہ فرمائیں گے۔ لیکن دوزخ کے دروازے سات ہیں

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَٰبٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿٤٤﴾

(شیطان کے پیچھے چلنے والوں کے وعدے کی جگہ جہنم ہے) ''اس کے سات دروازے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک کیلئے ایک دروازہ مخصوص کیا ہوا ہے'' (الحجر۔۴۴)

مَّقْسُومٌ کا مادہ ''ق س م'' ہے اور اس کے معنی کسی چیز کے حصے کر دینا، بانٹ دینا، تقسیم کیا ہوا، مخصوص کیا ہوا۔ دوزخ کے دروازے سات اور ہر دروازہ انسانوں کے ایک گروہ کیلئے مخصوص ہے لیکن انسانوں کے گروہ چھ بیان ہوئے ہیں جنہیں روز قیامت جدا جدا کیا جانا ہے۔ ساتواں گروہ منافقین کا ہے۔

إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ

''منافقین کا ٹھکانہ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا''

دنیا میں شناخت، پہچان، تعارف اور نام کے حوالے سے گروہ صرف سات ہیں۔ دنیا میں کسی بھی گروہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص جب ایمان لاتا ہے تو زبان، رنگ، نسل، علاقے کے حوالے سے اس کی شناخت کی حیثیت ثانوی ہو جاتی ہے اور مومنین کہلانے والی جماعت کا فرد کہلاتا ہے۔ اصنام پرستی پر مرتے دم تک قائم رہنے والے مشرکین کافر بھی ہیں لیکن منافقین ایمان لانے کا مومنین کے سامنے دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ محض کہنے کی حد تک ہے لیکن درحقیقت وہ مومن یقیناً نہیں ہیں (حوالہ البقرۃ۔۸)۔ دوزخ کے مخصوص کیے ہوئے سات

دروازوں کے حوالے سے انسانوں کے سات گروہوں میں سے ایک گروہ کی دنیا میں شناخت یہ ہے ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ''جو ایمان لائے''۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دوسرے لوگوں سے کہا، دعویٰ کیا کہ ایمان لائے ہیں۔ان کو سمجھایا اور متنبہ کیا گیا ہے

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

اے ایمان لانے والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ'' (حوالہ التحریم۔٦)۔

جس کو آگ سے بچالیا گیا وہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ایمان والوں کو پہلے اس دوزخ سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے

عَلَيْهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

''جس پر ایسے سخت اور تند خو ملائکہ مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں جو وہ انہیں دے نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے'' (حوالہ التحریم۔٦)۔

ان سخت اور تند خو ملائکہ کی تعداد بتائی

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾

''اس پر انیس (داروغہ) مقرر ہیں'' (المدثر۔٣٠)

راشد خلیفہ کمپیوٹر پر بیٹھ کر ہندسے جمع کرتا رہا لیکن یہ نہ دیکھ سکا کہ منافق کا انجام ابلیس سے بھی بدتر ہے۔اور اس نے اس واضح حقیقت کو بھی نہیں دیکھا کہ جنات میں منافق نہیں ہوتے۔آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں وحی کے ذریعے اطلاع دی تھی کہ جنات نے ان سے قرآنِ مجید سنا تھا (حوالہ سورۃ الجن۔١)۔ جنات کی اس ٹولی نے اپنی قوم سے دوسری باتوں کے علاوہ یہ کہا تھا:

وَأَنَّا مِنَّا ٱلْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا ٱلْقَـٰسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ تَحَرَّوْا۟ رَشَدًا ﴿١٤﴾

''ہم میں مسلم بھی ہیں اور ہم میں غلط کار بھی ہیں۔ پھر جو مسلم (فرمانبرداری کرتے) ہیں وہ بھلائی کا قصد کرتے ہیں

وَأَمَّا ٱلْقَـٰسِطُونَ فَكَانُوا۟ لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾

اور وہ جو غلط کار ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں'' (سورۃ الجن۔١٤۔١٥)

قَالُوا۟ يَـٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَـٰبًا أُنزِلَ مِنۢ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

''انہوں نے کہا'' اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب کو سنا ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے، اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو سامنے موجود ہے

يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

وہ حق کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے

يَٰقَوْمَنَآ أَجِيبُواْ دَاعِىَ ٱللَّهِ وَءَامِنُواْ بِهِۦ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِىَ ٱللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُۥ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءُ ۚ أُوْلَٰٓئِكَ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ۝٣٢

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے (رسول کریم ﷺ) کی بات مانو اور ان پر ایمان لاؤ۔ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور دردناک عذاب سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ مگر جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے گا وہ زمین پر اللہ کو ہرا نہیں سکتا اور نہ اس کے سوا اس کے کوئی رفیق ہو سکتے ہیں۔ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں رہیں گے'' (الاحقاف۔۳۰۔۳۲)۔

آقائے نامدار ﷺ کیلئے جنات نے دَاعِىَ ٱللَّهِ کے الفاظ استعمال کئے اور اللہ رب العزت کا رسولِ کریم ﷺ کے متعلق سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۶ میں فرمان بھی یہی ہے:

وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝٤٦

''اور اللہ کی طرف اس کی اجازت سے بلانے والا، اور ایک روشن چراغ''

انسانوں میں گروہ تین ہیں، ایمان والے (مسلم)، انکار کرنے والے (کافر) اور منافقین۔ ایمان والوں اور کافروں میں بھی دو دو گروہ ہیں، گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے اور ان کے ساتھ تیسرا فریق جنات اور شیاطین ہیں۔ لیکن منافقین وہ لوگ ہیں جنہیں کسی نے گمراہ نہیں کیا بلکہ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُاْ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ ''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۶) دوزخ کے چھ مقسوم حصوں میں ہر کسی میں تین طرح کے لوگ ہوں گے لیکن دوزخ کے ساتویں اور سب سے نچلے درجے میں منافقین اکیلے ہوں گے کہ وہ اپنی گمراہی کیلئے کسی کو بھی مورد الزام ٹھہرانے کے قابل نہیں ہوں گے کیونکہ انہوں نے سوچ سمجھ کر دانستہ گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا تھا۔ اور باقی کے چھ حصوں میں گمراہ کرنے والے اور گمراہ کئے جانے والے آپس میں اور شیاطین کے ساتھ لڑتے جھگڑتے رہیں گے اور ان کا اکٹھے ایک جگہ قید کیا جانا اپنے آپ میں ایک عذاب ہوگا۔ دنیا کی جیل میں بھی ایک طرح کے قیدیوں کیلئے ایک ہی داروغہ ہوتا ہے۔ اور دوزخ بھی ایک جیل ہی ہے۔

قَالَ ٱدْخُلُواْ فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ فِى ٱلنَّارِ ۖ

وہ کہے گا'' داخل ہو جاؤ اُس نسل میں جو تم سے زمانے میں پہلے گزری تھیں جن و انس میں سے، جہنم میں''

فیصلے کے بعد ایک امت، نسل سے کہا جا رہا ہے کہ آگ میں داخل ہو کر اپنے سے پہلے گزری نسلوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اس سے بھی

واضح ہو گیا کہ زمان کے حوالے سے ہر نسل کے حساب اور فیصلے کا وقت الگ ہے وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ''اور ہر نسل، امت کیلئے فیصلے کی ایک مقرر گھڑی ہے''۔ اس سے واضح ہے کہ زمانے میں پہلے گزری نسلوں کا حساب پہلے ہونا ہے اور بعد والوں کا بعد میں کہ بعد والوں نے پہلے والی نسلوں میں جا شامل ہونا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا

''جب بھی کوئی نسل دوزخ میں داخل ہوگی اپنی ساتھی (بہن) پچھلی نسل پر لعنت کرے گی۔

حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ

یہاں تک کہ جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کی بعد زمانے والی نسل اپنے سے قبل زمانے والی نسل کے متعلق کہے گی

رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ

''ہمارے رب! ان ہمارے پچھلوں نے ہمیں گمراہ کیا اس لئے انہیں آگ کا دگنا عذاب دے'' (حوالہ الاعراف۔۳۸)

آج دنیا میں ماضی میں گزرے جن لوگوں کی پیروی کرتے ہیں، جن کی اندھی تقلید پر فخر کرتے ہیں، جن کی باتوں کو عقل وفہم کی کسوٹی اور کتاب پر پرکھنے کیلئے تیار نہیں، جن کے متعلق یہ ماننے کیلئے بھی تیار نہیں تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ''یہ ایک امت تھی جو گزر گئی۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہوگا جو تم نے کمایا۔

وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور تم سے ان کے کاموں کی پوچھ گچھ نہیں ہوگی'' (من وعن ایک جیسی سورۃ البقرۃ ۱۳۴، ۱۴۱)

اور پھر روز قیامت آج دنیا میں پچھلے لوگوں کی اندھی تقلید کرنے والے اپنی انہی پچھلی نسلوں کو اپنی گمراہی کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں اور ان کیلئے دگنے عذاب کی استدعا بھی کرتے ہیں۔ انہیں جواب ملے گا

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ o

کہا ''ہر ایک کیلئے دگنا ہے مگر تم نہیں جانتے'' (حوالہ الاعراف۔۳۸)

وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ ''اور ان کی پہلی نسل بعد والی سے کہے گی ''تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں، فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ o اس لئے عذاب کا مزا چکھو اس کے بدلے میں جو تم کماتے تھے''۔ (الاعراف۔۳۹)

دوزخ، آگ اور خبیث طعام تو ان کیلئے عذاب ہے ہی لیکن اگر ایک دوسرے کے مخالف آپس میں ہر وقت لڑنے جھگڑنے والوں کو ایک ہی جگہ پر رکھا جائے تو اپنے آپ میں ان سب کیلئے یہ ایک الگ عذاب ہے۔ اندھی تقلید کا یہ انجام کیا آنکھیں کھولنے کیلئے کافی نہیں؟